حکمرانوں سے بالعموم درخواست کریں گے کہ وہ مضبوط قدم اٹھائیں۔اور علمی کام کر کے دیکھائیں۔محض قرار دادوں سے کچھ نہ ہوگا۔اب مظلوم مسلمانوں کی مدد اور دادرسی پوری امت مسلمہ پر واجب ہو چکی ہے۔اگر یہ موقعہ بھی ہاتھ سے چلا گیا۔تو ہم کل روز قیامت اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دیکھائیں گے۔اور مظلوموں کو کیا جواب دیں گے۔اس لیے اپنا حق ادا کرنے کے لیے میدان عمل میں آنا ہوگا۔اور وہ تمام ذرائع بروئے کار لانا ہونگے۔جن کے ذریعے ان کی اخلاقی،قانونی،سیاسی مدد کی جا سکے۔امید ہے ان معروضات پر ہمدردی سے غور و فکر ہوگا۔

پرائمری تعلیم .... نصاب سازی

صدر گرامی منزلت، معزز شرکاء!

اسلامی نظریاتی کونسل بنیادی طور پر پاکستان میں نفاذ اسلام کا ایک موقر ادارہ ہے۔جواب تک قابل قدر تجاویز مرتب کر کے حکومت کو پیش کر چکا ہے۔بلاشبہ اس جدوجہد پر اسلامی نظریاتی کونسل مبارک باد کی مستحق ہے۔

پاکستان کا اہم اور حساس مسئلہ نصاب تعلیم ہی ہے۔بدقسمتی سے 67 سال سے ہم کسی ایسے نصاب کو مرتب نہ کر سکے۔جو بنیادی طور پر پاکستان کے نظریات سے ہم آہنگ ہوتا۔اور اس کے ساتھ بامقصد زندگی گزارنے کا راستہ فراہم کرتا۔کوئی شبہ نہیں کہ پاکستان میں انفرادی اور اجتماعی طور پر بہت سارے ایسے لوگ اور ادارے موجود ہیں۔جو اس کمی کو نہ صرف محسوس کرتے ہیں۔بلکہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے غور و فکر سے راہیں تلاش کرتے ہیں۔اور پوری ذمہ داری او رفکر مندی سے قابل عمل تجاویز مرتب کر کے حکومت کو دیتے ہیں۔ان میں اسلامی نظریاتی کونسل کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔

اس سے قبل متعدد فکر انگیز سیمینارز اور مذکراے منعقد ہو چکے ہیں۔اب پرائمری سطح کے نصاب میں غور و فکر اور اسے صحیح نظریاتی اور فکری اساس پر استوار کرنے کے لیے اہل فکر و دانش کو تکلیف دی گئی ہے۔

مقاصد متعین کیے بغیر کسی مرحلے کا نصاب ترتیب دینا دراصل وقت کا ضیاع ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ نصاب کے ذریعے ہم بچے کو کیا دینا چاہتے ہیں۔ اور اس سے کیا مطلوب ہے؟

خاص کر پرائمری کے نصاب کی اہمیت سے ہم سب آگاہ ہیں۔ پورے نظام تعلیم میں اس کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی سی ہے۔ جس کے بغیر انسانی ڈھانچہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اس میں نقص یا کمزوری ہو تو پورا وجود بے جان اور بے کار ہو جاتا ہے۔ پرائمری کے نصاب کی بنیاد ہی نظریاتی اور فکری ہونی چاہیے۔

پرائمری نصاب پر ورق گردانی کرتے ہوئے میں نے ناروے میں پرائمری سطح پر پڑھائے جانے والے نصاب کو دیکھا تو بڑا حیران ہوا۔ اس نصاب میں سرفہرست مضمون ہے۔ وہ عیسائیت ہے۔ مکمل مذہبی نظریاتی تعارف شامل ہے۔ اور ضابطہ حیات کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مادری زبان، معاشرتی علوم، ریاضی، انگریزی وغیرہ شامل ہیں۔

ہم بحمد اللہ مسلمان ہیں۔ اور ایک ایسے ملک میں رہائش پذیر ہیں۔ جو اسلام کے نام پر حاصل ہوا۔ تو پھر ہمارے نصاب تعلیم کی ابتداء بھی اس سے ہونی چاہیے۔

(1) پرائمری تعلیم کے لیے 5 سے 10 سال کی عمر کے بچے ہوتے ہیں۔ ماہرین تعلیم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہی وہ عمر ہے کہ جس میں جو چاہیں آپ انہیں بتا سکتے ہیں۔ ان کے ذہن وائٹ بورڈ کی طرح شفاف ہیں۔ جو لکھیں وہ ہمیشہ محفوظ ہو جائے گا۔ لہذا انہیں پختہ مسلمان بنانے کے لیے ہمیں کسی شرمندگی کے بغیر اسلام پڑھانا چاہیے۔ جس کی بنیاد توحید و رسالت ہے۔ اور یہ بات تکرار سے ساتھ اس کے ذہن نشین کرنی چاہیے کہ ہمارا نظریہ حیات بھی کیا ہے؟ اسلام بامقصد زندگی گزارنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام ہماری ضرورتوں کو ضامن ہے تاکہ وہ عقلی اور نظریاتی طور پر اس بات پر آمادہ ہو سکے۔ کہ اس کے بغیر کسی اور کا تصور بھی درست نہیں ہے۔

(2) اس کے بعد ہمیں قومی زبان اردو کی تعلیم کو بھی لازمی قرار دینا ہوگا۔ کیونکہ یہی زبان وحدت کی علامت ہے۔ ہمارے درمیان باہمی گفتگو اور ترجمانی کا واحد ذریعہ اردو ہی تو ہے۔

(3) معاشرتی علوم میں پاکستان کا تعارف اس میں رہنے والے لوگوں کی پہچان، طرز زندگی، لباس، خوراک، عادات واطوار، تہوار پڑھایا جائے۔

(4) قدرتی علوم۔ ایسے علم جو کائنات میں قدرتی طور پر رونما ہو رہے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے، مواسم، جغرافیائی تقسیم، پہاڑ، صحرا، میدانی علاقے وغیرہ۔

(5) خوراک اور صحت۔ اس کے فوائد ونقاصات۔۔۔ خاص کر بچوں کے لیے مکمل رہنمائی وغیرہ۔

(6) جسمانی تربیت۔۔۔ ورزش اس کا اہتمام پرائمری سطح پر از حد ضروری ہے۔ مختلف ان ڈور کھیلوں کا اہتمام

(7) اختیاری مضامین۔۔ جس میں فن ودستکاری وغیرہ، ڈرائنگ وغیرہ

(8) آداب۔۔ کھانے پینے، سونے جاگنے، پڑھنے لکھنے، مہمان نوازی، والدین اور بڑوں کے آداب، استاد اور ملازمین کے آداب وغیرہ۔

(9) ہم نصابی سرگرمیوں کے لیے مرتب ومنظّم پروگرام!

☆ پرائمری تعلیم کا ایک اہم مسئلہ وہ بچوں کی نفسیات کا جاننا!

اس میں ایک فریق والدین جبکہ دوسرا اساتذہ کرام کا ہے۔ والدین بنیادی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

☆ جو بچہ زیادہ وقت ان کے ہاتھوں میں رہتا ہے۔ اسکی نفسیات اور رجحانات کا صحیح اندازہ وہی لگا سکتے ہیں۔ اسی خطوط پر اسکی تعلیم وتربیت کی جائے۔

☆ استاد بھی اس میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کا والدین کے ساتھ گہرا رابطہ ہو،

☆ یہاں ایک مثال ۔۔ ہمارے ایک دوست امریکہ میں رہائش پذیر ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ مکمل واقعہ

تعلیم بنیادی طور پر آگاہی اور جاننے کا نام ہے کسی چیز کے بارے میں واقفیت یا شعور

تعلیم کہلاتی ہے۔

اصطلاحی طور پر نئی نسلوں تک معاشرتی ثقافتی اقدار کو منتقل کرنے کو بھی تعلیم ہی کہتے ہیں۔

شرعی اعتبار سے معرفت الٰہی کا نام ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کو جاننا۔ اور اس بات کا ادراک کرے کہ اسے کیسی زندگی گزارنی چاہیے۔

عرف عام میں کہ ایسا نظام وضع کرنا ہے کہ آنے والی نسلوں کو اس کے ذریعے ایسی مہارت دے دینا کہ وہ تمام ضروریات کو پورا کر سکیں۔ وہ معاشی، معاشرتی سیاسی، عسکری، دفاعی، سائنسی وغیرہ ہیں۔

ہم شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ تعلیم کا مقصد متعین کیے بغیر ہم کوئی ہدف حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن آج تعلیم کا بنیادی مقصد معاش بن گیا ہے۔ لہذا تعلیم کی جگہ فن نے لے لی۔ لوگ بھی تعلیم کی جگہ فن حاصل کرنے پر توجہ دیتے ہیں۔ انہیں یہ غرض نہیں کہ اس تعلیم سے ان کا بچہ مہذب بنتا ہے یا نہیں۔ اعلیٰ اخلاقی قدریں اس میں آتی ہیں یا نہیں۔ البتہ اسے برسر روزگار ہونا از حد ضروری ہے۔

اب پرائمری تعلیم کو زیادہ فعال کرنے کے لیے خواتین کی خدمات حاصل کی جارہی ہیں۔ غالباً اس کے پیچھے یہ سوچ کار فرما ہے کہ وہ مرد کی نسبت بچوں سے زیادہ محبت اور شفقت کرتی ہے۔ اور جلد اس سے مانوس ہو کر اس کو تعلیم دے سکتی ہے۔

لیکن یہاں معاملہ الٹ ہے۔ بات مرد یا عورت کی نہیں۔ بلکہ طریقہ کار کی ہے۔ اگر اساتذہ (مرد یا عورت) کو صحیح تربیت دے دی جائے۔ اور باقاعدہ ٹریننگ کے بعد انہیں پرائمری تعلیم میں اتارا جائے۔ تو نتائج مختلف ہو سکتے ہیں۔ ناتجربہ کاری اور غیر ترتیب یافتہ اساتذہ سے کیا توقع کی جاسکتی ہے۔

چند ایسی باتیں جن پر خصوصی توجہ کی ضرورت ہے اور نہایت حساس باتیں ہیں۔ جن پر اساتذہ کو لازمی عمل کرنا ہوگا۔

مثلاً: اساتذہ (1) بچوں کے سوالوں پر خاص توجہ دیں۔ اور صحیح جوابات دیں۔ اس

میں کسی بات کو غیر واضح انداز میں بیان نہ کریں۔

(2) بچوں کے سامنے ہمیشہ سچ بولیں۔اور مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیں۔(خاتون صحابیہ کا واقعہ)

(3) وقت کی پابندی کریں۔اوراس کا احساس بھی بچوں کو دلائیں۔

(4) صفائی کا خاص خیال کریں۔صاف لباس زیب تن کریں۔کلاس رومز یا کمرے کا ماحول بھی پاکیزہ رکھیں۔

(5) بچوں کے ساتھ گفتگو میں غیر سنجیدہ لہجہ نہ اپنائیں۔گالی، یادہ گوئی وغیرہ سے اجتناب کریں۔

(6) شرم وحیاء مومن کا زیور ہے۔لہذا بچوں میں شرم وحیاء پیدا کریں۔والدین ، بڑوں ، اساتذہ کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کریں۔جو اخلاق سے گری ہوں۔

(7) بچوں میں عدل وانصاف کریں۔سکول یا سکول سے باہر اس کا خاص خیال کریں۔تفریق نہ کریں۔ایک دوسرے کے سامنے ایک کو اچھا یا دوسرے کو برا مت ثابت کریں۔

(8) نماز کا ادی بنائیں۔سات سال سے مسجد میں لیکر جائیں۔خاص کر مغرب کی نماز پھر آہستہ آہستہ باقی نمازوں میں حاضری لیا کریں۔

پرائمری نصاب یا تعلیم کا تعلق محض سکول تک محدود نہیں ہوتا۔بلکہ والدین کا اس میں بنیادی کردار ہے۔

وہ بچے جن کے والدین پڑھے لکھے یا باشعور ہیں وہ پرائمری تعلیم میں نمایاں مقام حاصل کرسکتے ہیں۔کیونکہ وہ ان کی معاونت کرتے ہیں۔مثلاً ہوم ورک، سبق یاد کروانے میں، دھرائی کرنے میں، لباس، خوراک اور وقت کی پابندی جیسے اہم مسائل پر بچہ بہر حال والدین کا محتاج ہے۔

بچے کی غیر تعلیمی سرگرمیوں پر نظر رکھنا والدین کا کام ہے، اس کی تعلیمی استعداد اور قابلیت کا انحصار بھی والدین کی خصوصی توجہ سے ممکن ہے۔

والدین روزانہ نہیں تو ہفتہ میں ایک مرتبہ بچے کا بستہ ضرور چیک کریں۔میرا ذاتی خطبات اور دروس میں سوال اکثر نفی میں آیا۔